## سوال

ادا کرنے 36 حکم

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ل (نقدین وکرنسی وغیرہ) سے زکاۃ ادا کردینے سے دوبارہ آئندہ سالوں میں اس مال میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی؟ (محمد ذبیح اللہ بیگ، سیکرٹری مرکز ابن القیم الاسلامی، مدراس انڈیا)

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

تہ!

مد!

ئلے کو سمجھنے کے لیے پہلے چند احادیث مطالعہ مفید ہوگا:

1۔ حدیث عائشہؓ: (لازکاۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول)

بھی مال میں اس وقت تک زکاۃ نہیں جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔،،

یہقی 4: 139، وسنن الدارقطنی 2: 107)

ئے 3،،

4۔ حضرت عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: یتیموں کے مال میں تجارت کرو تاکہ صدقہ انہیں کھا نہ جائے۔

5۔ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: جس کسی نے کسی کو قرض دیا تو اگر قرض دار ثقہ ہے تو وہ اس کی زکاۃ ہر سال دیا کرے۔

6۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے ان گورنروں کو وہ مال ان کے حقداروں کو واپس دینے کا حکم دیا جو انہوں نے زبردستی ان سے لیا تھا اور کہا: یہ لوگ اس مال میں سے پچھلے تمام سالوں کی زکاۃ ادا کریں، پھر ایک دوسرا خط لکھ کر بھیجا کہ ایسے اموال میں سے صرف ایک سال کی زکاۃ دی جائے کیونکہ یہ مال ضم

تھا 7،،

ینقص مال عبد من صدقۃ)

دقہ کی وجہ سے کسی آدمی کے مال میں کمی نہیں آتی۔،،

حادیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

واضح ہے کہ کسی بھی مال پر (بشرط تکمیل نصاب) ایک سال گزرنے کے بعد زکاۃ واجب ہے اور سال میں زکاۃ ایک ہی دفعہ واجب ہوتی ہے اور یہی مفہوم ہے ساتویں حدیث کا، کہ اگر سال میں ایک دفعہ زکاۃ دے دی تو دوبارہ اس سال اس پر زکاۃ نہیں ہوگی، بالکل ایسے ہی جیسے کہ اگر ایک نماز ایک دفعہ ادا کرلی ج

صرف حج ایسی عبادت ہے جو عمر میں ایک دفعہ فرض ہوتی ہے اور زائد حج نفلی حج کے حکم میں آتا ہے۔ زکاۃ مالی عبادت ہے جو رمضان کی طرح ہر سال واجب ہوتی ہے۔

دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ زیورات پر ہر سال زکاۃ دینی چاہیے یہ نہیں کہ ایک سال زکاۃ دے دی تو ساری عمر کے لیے اب ان زیورات میں زکاۃ نہیں۔

تیسری اور چوتھی روایت سے معلوم ہوا کہ یتیموں کی مصلحت کی خاطر ان کے مال میں تجارت کا حکم دیا گیا اور وہ اس لیے کہ اگر اس مال کو تجارت کے ذریعے سے پڑھایا نہ گیا تو ہر سال زکاۃ دینے کی صورت میں چند سالوں کے بعد یہ مال ختم ہوجائے گا۔ ظاہر ہے اگر ایک دفعہ ہی زکاۃ واجب ہوتی تو پھر اس ہدایت کی

اور چھٹی روایت سے معلوم ہوا کہ اگر قرض ایسے شخص کو دیا گیا ہے جو ثقہ ہے، امانت دار ہے تو پھر گویا یہ قرض ایک محفوظ جگہ پڑا ہوا ہے، اس لیے قرض دار کو ہر سال اپنے مال کی زکاۃ نکالتے رہنا چاہیے لیکن اگر قرض ایسے شخص کو دیا گیا ہے جس سے مال واپس ملنے کی امید نہیں تو پھر جب بھی مال واپس ملے تو صر

آٹھویں حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بظاہر صدقہ وزکاۃ دینے سے مال کم ہوتا نظر آتا ہے لیکن ایسے مال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ڈال دی جاتی ہے اور وہ بربنائے برکت کم نہیں ہوتا۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کنویں سے جتنا زیادہ پانی نکالا جائے کنواں اتنا ہی گہرا ہوتا جاتا ہے اور اس کا پانی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ زمزم کا کنواں اس کی زندہ مثال ہے۔

مذکورہ کی وضاحت تو ہوگئی۔ آخر میں یہ بھی تحریر کرتا چلوں کہ زکاۃ نہ دینے میں شیطانی وساوس کا دخل ہے۔ یہ آیت پیش نظر رہنی چاہیے:

﴿٢٦٨﴾... سورۃ البقرۃ

ن تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے،،

زکاۃ نہ دینے پر جو سخت وعید آئی ہے وہ بھی پیش نظر رہے تو ان شاء اللہ مذکورہ وساوس سے نجات مل جائے گی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ صراط مستقیم](#)

زکاۃ کے مسائل، صفحہ:320

محدث فتویٰ